AUGUST 2020
Regd. # MC-1177

اللہ کے نبی ہمارے آقا و مولیٰ

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

مصنف
فیض ملت مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی
(متوفی: ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰م)

تخریج وتحشیہ
ملا کامران عطاری نعیمی
(متخصص جامعۃ النور، جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کراچی)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

اللّٰہ کے نبی

ہمارے آقا و مولیٰ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مُصنّف

فیضِ ملّت مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی

(متوفّی: ١٤٣١ھ/ ٢٠١٠م)

تخریج وتحشیہ

علّامہ کامران عطّاری نعیمی

(متخصص جامعۃ النور، جمعیّت اشاعت اہلسنّت، (پاکستان) کراچی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی ۷۴۰۰۰

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : اللہ کے نبی ہمارے آقا و مولی ﷺ
مُصنّف : فیض ملت مفتی محمد فیض احمد اُویسی
(متوفی ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰م)
تخریج وتحشیہ : علّامہ کامران عطّاری نعیمی
(متخصص جامعۃ النّور، جمعیت اشاعت اہلسنّت)
سن اشاعت : ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ / اگست 2026ء
ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی
فون: 021-32439799

خوشخبری : یہ رسالہ www.ishaateislam.org پر موجود ہے۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	پیش لفظ	5
2	ابتدائیہ	9
3	اُویسی غفرلہ کی گزارش	10
4	اجمالی رڈ	11
5	بدعت کے لغوی معنی	11
6	بدعت کا شرعی معنی	12
7	تبصرہ اُویسی غفرلہ	14
8	سیّدنا وغیرہ کے انکار کی بنیاد	14
9	تبصرہ اُویسی غفرلہ	15
10	نماز میں درود	16
11	تبصرہ اُویسی غفرلہ	19
12	ابلیس کی مٹھائی	20
13	تحریر مودودی بتائید اُویسی	21
14	ابن تیمیہ کا رازدار مودودی	21
15	حکم آنے سے پہلے مدینے میں جمعہ کا قیام	21
16	حضور ﷺ کی موجودگی میں ماثور الفاظ پر اضافہ	23
17	ایک نئی اذان کا اضافہ	24

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

18	ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا چاشت کی نماز کو اچھی بدعت کہنا	27
19	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تراویح کو اچھی بدعت کہنا	28
20	درود میں سیّدنا و مولانا کے الفاظ کا استعمال	29
21	درود کے ماثور الفاظ پر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اضافہ	29
22	بے سند اور غیر متعلق روایات سے استدلال	36
23	حضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراض	36
24	کیا حضور ﷺ کے لئے دعا میں "سیّدنا" کہنا روحِ دعا کے خلاف ہے؟	38
25	لفظ سیّد کی مشروعیت	39
26	لفظ مولیٰ کی مشروعیّت	43
27	تبصرہ اُویسی غفرلہ	45
28	مزید حوالے	46
29	نوٹ	48
30	دیوبندی اور نجدی	51
31	فائدہ	52
32	آخری گزارش	52
33	ماخذ و مراجع	54

پیش لفظ

نَحمدہ و نُصلّی ونسلّم علیٰ رسولِہ الکریم

تمام عبادات میں افضل عبادت نماز ہے۔ جو ہر مکلّف مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور حفاظت، پابندی اور خشیّت سے نماز قائم کرنے والے مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاح کی نوید ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱) الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (۲)
(المؤمنون، ۱-۲)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے۔ جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ (کنز الایمان)

اور نماز سیّدُنا و مولانا خاتم النبیّین ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ" (سنن النسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب النساء، رقم الحدیث: ۳۹۳۹، ۷/ ۱۱۹، مطبوعة: دار الرسالة العالمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۳۹ھ-۲۰۱۸م)

یعنی، نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

پھر نماز کے اندر بھی کچھ افعال ارکان و فرائض میں سے ہیں جس کو چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ یُونہی کچھ واجبات سے ہیں کہ جس میں کمی بیشی مُوجبِ فساد و اِعادہ ہوتی ہے اور کچھ سُنن و مستحبات میں سے ہیں اور سُنن نماز میں سے ایک سُنّت نماز کے آخر میں بعدِ تشہد دُرودِ پاک پڑھنا بھی ہے اور یہ ہمارے (احناف) کے نزدیک سنّتِ مؤکدہ ہے۔

اور آخرِ نماز میں اگرچہ کسی بھی دُرودِ پاک کو پڑھنے سے سنّت ادا ہو جائے گی مگر افضل اور بہتر دُرودِ ابراہیمی پڑھنا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے نماز میں درودِ

ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے اور نماز میں درودِ ابراہیمی کو پڑھنا ہی احادیثِ مبارکہ کی رُو سے افضل ہے۔

چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: ''والمختارُ في صفتِها ما في الكفايةِ و القنيةِ و المجتبى قال: سُئل محمدٌ عن الصلاة على النّبيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فقال: يقول: أللهم صلِّ على محمّدٍ وعلى آل محمّد كما صلّيت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنّك حميد مجيد، وبارك على محمد وعلى آل محمّد كما باركت على إبراهيم و على آل إبراهيم إنك حميد مجيد، و هي الموافقةُ لما في الصّحيحَينِ و غيرِهما''(رد المحتار، كتاب الصلاة، ١/٥١٢، مطبوعة: دار الفكر، بيروت)

یعنی: صفتِ درود میں مختار یہ ہے کہ وہی پڑھے جو کفایہ، قنیہ اور مجتبیٰ میں ہے امام محمد سے نبی کریم ﷺ پر دُرود پاک پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: نمازی یہ درود پڑھے أللهم صلّ على محمّد وعلى آل محمّد إلخ اور یہی درود صحیحین وغیرہ کتب حدیث کے مطابق ہے۔

اب رہی یہ بات کہ درودِ ابراہیمی کے منقول کلمات میں لفظِ ''محمد'' ﷺ سے پہلے ''سیّدنا و مولانا'' کا اضافہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

تو علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ نے اِس

طرح کے اضافہ کا استحباباً پڑھنا نقل کیا ہے: چنانچہ لکھتے ہیں: "بأن يَذكُرَ الصّلاةَ و البركةَ و الرّحمةَ مع زيادةِ السّيادةِ ندباً و تكرار إنّك حميدٌ مجيدٌ

یعنی: نمازی درود، (اَللّٰھم صلّ علی محمّد)، برکت (اَللّٰھم بارک علی محمد) اور رحمت کے ساتھ سیادت (سیّدنا) کو بھی استحبابی طور پر ذکر کرے اور انک حمید مجید کی تکرار کرے۔ (حاشية الطحطاوى على الدرالمختار، كتاب الصلاة، ١/ ٣٧٣، مطبوعه: كوئٹة)

مگر کچھ لوگ "سیّدُنا و مولانا" کے اضافے کو بدعت سیئہ اور بے اصل قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو اِن کلمات کے اضافے سے روکتے ہیں۔ اِن لوگوں اور اِن کے بڑے (ابن تیمیہ) کے رد میں یہ رِسالہ فیض ملّت مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ فیض ملّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کُتب، رسائل اور مخطوطات کی تعداد اِس قدر زیادہ ہے کہ اِن کے کسی مُختصر رسالے کو بھی جب پڑھنے کی سعادت ملتی ہے، تو جابجا یہ بات ملتی ہے کہ اس کی تفصیل فقیر (فیض ملّت علیہ الرحمہ") کے اِس رسالے میں دیکھیں۔

فیض ملّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ نایاب رسالہ "اللہ کے نبی ﷺ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ" مقدّس اوراق میں سے دستیاب ہوا، جسے ادارہ بشر حافی فاؤنڈیشن کے توسُّط سے محفوظ کیا گیا۔ پس اِس رسالہ کو دوبارہ مع تخریج و تحشیہ نئے انداز میں شائع کیا جارہا ہے۔ اِدارہ بشر حافی فاؤنڈیشن پاکستان، بالخصوص کراچی اور پاکستان میں مقدّس اوراق کو فی سبیل اللہ جمع کرتا ہے اور انہیں نہایت احسن اور باوقار طریقے

سے محفوظ کرنے کا اہتمام کرتا ہے پس اِس رسالہ کو دوبارہ مع تخریج و تحشیہ نئے انداز میں شائع کیا جا رہا ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اِس رسالے کو اپنے مفت سلسلہ اشاعت کے تحت شائع کر رہا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کے استادِ محترم ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ، محسنِ اہلسنّت علامہ عرفان ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اور جمعیت اشاعت اہلسنّت کے جمیع اراکین و معاونین کو سعادتِ دارین عطا فرمائے۔ آمین!

سیّد منیز عطاری نعیمی
المتخصص فی الفقہ الإسلامی بدار الإفتا النّور
جمعیة إشاعة أهل السنّة، باکستان

أشداء على الكفار رحماء بينهم
جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

ابتدائیہ

نَحمدہ و نُصلّی و نسلّم عَلیٰ رسولِہ الکریم

فقیر اس رسالے میں شرعاً ثابت کرے گا کہ درود شریف ہو یا کوئی اور مضمون حضور نبی پاک ﷺ کے اسمِ گرامی سے پہلے سیّدنا و مولانا جیسے القاب پڑھنا / لکھنا شرعاً جائز ہیں یہاں تک کہ نماز میں بھی اس مسئلہ میں نہ کسی کو اختلاف تھا اور نہ ہی ہے۔ صرف ابنِ تیمیہ اپنی گندی عادت پر اس کا منکر ہوا تو نجدی اور غیر مُقلّدین وہابی اپنے مقتدا و امام کو سچا ثابت کرنے کے لئے اس مسئلہ کی تغلیط(1) میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور وہی پُرانا راگ اَلاپ رہے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔ نبی پاک ﷺ سے مروی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ماثور نہیں۔ اگرچہ ان دونوں کی تردید میں اہلسنّت اکابر اسلاف نے بہت کچھ لکھا۔ فقیر اُویسی غُفِرَلہٗ نے بھی اپنی استطاعت پر اپنی تصانیف میں متعدّد بار بہت کچھ لکھا ہے۔ اس رسالے میں فقیر ”ابنِ تیمیہ“ کے معتقدین اور اہلسنّت کے مخالفین کی تصریحات دکھاتا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے اسمِ پاک سے پہلے القابِ مبارکہ مثلاً: سیّدنا و مولانا کا اضافہ نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے یہاں تک کہ نماز میں بھی۔

وما توفیقی الا باللہ العَلیّ العَظیم و صلی اللہُ تعالیٰ علیٰ حبِیبہ الکَریم ﷺ

مدینے کا بھکاری:

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان، ۲۵ ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ، بروز ہفتہ

---

(1) تغلیط = غلطی کی نشان دہی / غلط قرار دینا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمدُللہ وحدَہ والصّلوٰۃُ والسّلامُ علیٰ مَن لَا بعدَہٗ

امابعد! فقیر کے دَور میں ٹڈی دل کی طرح مذاہب نکل پڑے ہیں۔ ایک یہاں تک جرأت کر گیا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو سیّدنا و مولانا جیسے القاب پڑھنا لکھنا بدعت ہے خواہ درود شریف ہو یا ویسے اور وہ وعید سناتے ہیں "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ فِی النَّارِ" ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

ان کی دلیل بھی وہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور ﷺ کو درود و غیرہ بلکہ عام خطابات میں کبھی سیّدنا و مولانا نہیں کہا، اب تم بدعت کا ارتکاب کرتے ہو کیا تم صحابہ سے حضور کے زیادہ عاشق اور باادب ہو؟؟؟

اُویسی غفرلَہ کی گزارش

ان کے دعویٰ سے بڑے بڑے گستاخ فرقوں کے سربراہوں نے اتفاق نہیں کیا بلکہ چند معمولی لوگ جو اپنی ہانکی جارہے ہیں ان کے سربراہوں نے ان کی تردید میں لمبے چوڑے دلائل لکھے ہیں۔ نمونے کے طور پر فقیر آگے چل کر نقل کرے گا لیکن سوال یہ ہے کہ ان کا دعویٰ غلط سہی لیکن دلیل تو اس گمراہ گروہ نے وہی دی ہے کہ یہ بدعت ہے اور یہی دلیل اہلسنّت کے خلاف (میلاد، عرس، گیارھویں وغیرہ) کے بدعت ہونے میں یہ لوگ دیا کرتے ہیں۔ اب ہمارا یہ سوال ہے کہ اب ان لوگوں کا کہنا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں "حسنہ وسیئہ" حدیثِ مذکور بدعت سیئہ

کے لئے ہے۔ بدعتِ حسنہ کا تقاضا ہے کہ اس پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے جیسے دُرود شریف یا حضور نبی پاک ﷺ کے اسمِ گرامی لینے سے پہلے کہا جائے "سیّدنا ومولانا" وغیرہ وغیرہ تو جیسے تم ہمارے ساتھ اس بدعت میں حسنہ ہونے کے لئے متفق ہو ویسے ہی دوسری بدعاتِ حسنہ میں متفق ہو جاؤ تاکہ عوام انتشار وافتراق سے محفوظ ہو جائے ورنہ ہم عوام کو یاد کراتے رہیں گے تم ہو فساد کی جڑ اور "کلافی سبیل اللہ فساد"۔

اجمالی ردّ

ابنِ تیمیہ اور اس کے معتقدین کا سب سے بڑا حربہ بدعت کی آڑ میں ہوتا ہے اور اس کے متعلق ہمارے طرف سے بار بار پُر دلیل جوابات دیئے گئے ہیں۔ ہر بدعت بُری نہیں بلکہ بہت سی بدعات مستحسن بھی ہیں اور اسلام میں عرصہ سے رائج ہیں جن کا ارتکاب اہلسنّت سے زیادہ وہابیہ اور ابنِ تیمیہ کے معتقدین میں معمول ہیں۔ ان کی مثالیں فقیر کے رسالہ "بدعت ہی بدعت" میں لکھی ہیں اور دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ سے مروی نہیں بلکہ بسا اوقات ممانعت بھی ثابت ہے۔ اس کے تفصیلی جوابات "رسالہ ہذا" میں عرض کروں گا اور ممانعت کے اسباب بھی ذکر کروں گا، ابتداءً بدعت کے متعلق مختصر گزارش ملاحظہ ہو۔

بدعت کے لغوی معنیٰ

بدعت ہر اس نئے امر کو کہا جاتا ہے جس کی مثال پہلے نہ ہو، قرآنِ کریم

میں اللہ تعالیٰ کی صفات میں درج ہے: ”بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ “(2)

ترجمہ: نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا۔ (کنزالایمان)

بدعت کا شرعی معنی

بدعت شریعت میں دو قسم پر ہے(۱) حسنہ(3) یہ صرف اعمال میں ہوتی ہے اس کی مفصل بحث آئندہ عرض کروں گا۔

(۲) بدعتِ سیئہ(4) اعمال اور عقائد ہر دونوں میں ہوتی ہے۔ اس بدعتِ سیئہ کا بہترین اور صحیح معنی وہ ہے جو آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ“(5)

یعنی، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کوئی ایسا عقیدہ یا فعل نکالا جو ہمارے دین سے نہیں وہ مردود ہے۔

دین کی وہ بات نکالنا جو کتاب وسنّت کے مخالف ہو۔ وہ بُرا کام دین سے نہیں

---

(2) البقرۃ: ۲/ ۱۱۷

(3) بدعت مستحبہ: وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کارِ ثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اس کو نیت خیر سے کرے، جیسے محفل میلاد وغیرہ۔ (جاء الحق، ص ۲۲۶) اسے بدعتِ مستحبہ بھی کہتے ہیں۔

(4) بدعت سیئہ/ مذمومہ: جو بدعت اسلام کے خلاف ہو یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو وہ بدعت سیئہ ہے (جاء الحق، ص ۲۲۶)

(5) صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور، برقم ۲۶۹۷، ص: ٤٤٠

وہ مَردود ہے۔ یعنی دین کی وہ بات نکالنا جو کتاب و سُنّت کے مخالف ہو۔ وہ کام بُرا ہے خواہ وہ کتنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہو۔ چنانچہ حدیثِ ہٰذا کا مفہوم جو فقیر نے بیان کیا ہے ذیل میں شارحینِ حدیث کی عبارات سے حاصل ہوا۔ ویسے ہم نے اس حدیث کو تحقیقی طور پر "شرح بخاری" میں لکھ دیا ہے۔

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "المعنیٰ من أحدثَ في الإسْلامِ رأياً لم يكُن له من الكتابِ والسّنةِ سندٌ.... فهُو مردودٌ عليه، قيلَ: في وصفِ الأَمر بهذَا إشارةٌ إلى أنّ أمرَ الإسْلامِ كمُلَ"(6)

یعنی، اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس نے اسلام میں وہ رائے پیدا کی جس کی سند نہ کتاب سے اور نہ حدیث سے ملتی ہے وہ امر مَردود ہے، یہ بھی کہا گیا "ہٰذا الوصف" میں اسلام کے مکمل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

اور شاہ عبدالحق مُحدّث دہلوی قُدّس سرہٗ فرماتے ہیں: مراد چیزیست کہ مخالف و مغیر دین باشد۔(7)

یعنی، نئی چیز سے مراد یہ ہے کہ وہ دین کے مخالف اور دین میں تبدیلی ڈالنے والی ہو۔

والمراد ما كان مخالفا مغيرا لهما۔(8)

یعنی، بدعت سے مراد جو مخالف ہو اور قرآن و حدیث کے معنی کو تبدیل کرنے والی

---

(6) مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام، ١/ ٣٦٦، مطبوعة: مكتبة رشيدية، كوئتة

(7) اشعة اللمعات، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ١/ ١٢٥

(8) لمعات التنقيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ١/ ٢٠٧

ہو۔

نواب قطب الدین خان (دیوبندی ملّا) لفظ "مَالیسَ منہُ" کے متعلق لکھتے ہیں: اگر وہ کتاب اللہ، سنت رسول، آثارِ صحابہ، اجماعِ اُمت کے خلاف ہو تو وہ ضلالت و گمراہی ہے اور خسارے کا سبب ہے۔" (9)

شارحینِ حدیث کی اس وضاحت کی تائید ذیل میں دی گئی اس "ابو داؤد شریف" کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَنَعَ أَمْرًا عَلَى غَيْرِ أَمْرِنَا فَهُوَ رَدٌّ"۔ (10)

یعنی، جس نے وہ کام کیا جو ہمارے کام کے مخالف ہے تو وہ کام مَردود ہے۔

بدعت کی تعریف جب حدیث میں مل گئی تو اب کسی دوسری عبارت کی تصریح کی ضرورت باقی نہیں رہی، لہذا اب ہم آگے کلام کرتے ہیں۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے القابِ مبارکہ کا اضافہ شرعاً بدعتِ سیئہ نہیں بلکہ مستحسن ہے؛ کیونکہ کوئی مسلمان ان کو مخالف قرآن و سنت نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی یہ کوئی سنت کے مٹنے کا سبب ہے۔

سیّدنا وغیرہ کے انکار کی بنیاد

---

(9) مظاہر حق، ایمان کا بیان، ۱/ ۲۳۹،۲۳۸

(10) سُنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، ٤/ ١٩٧٣، برقم: ٤٦٠٦

اس مسئلہ کا سب سے پہلے انکار "ابنِ تیمیہ" نے کیا ہے جسے مختصر بیان کے ساتھ "انوار الباری، ص ۹۷، ج ۱۳" میں لکھا ہے کہ درود شریف یا دوسری دعاؤں میں حضور ﷺ سے ماثور متنوّع و متفرق اوقات میں الگ الگ کلمات کو ایک وِرد میں جمع کرنا بھی غیر شروع فعل اور بدعت ہے اس کے بعد "انوار الباری" میں اس کی تردید مذکور و مسطور ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

ابنِ تیمیہ کے انکار پر مزید لکھنے کی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ اس کی گمراہی اور غلط روی پر اسلاف صالحین نے بہت کچھ لکھا۔ معلومات کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "ابن تیمیہ اور علمائے ملت"

"الکذوب قد یصدق" جھوٹا کبھی سچ بھی بول جاتا ہے۔

مودودی کی گستاخیاں شمار سے باہر ہیں لیکن کبھی اپنے قلم سے دانستہ یا نادانستہ ایسی باتیں لکھ جاتا ہے جس سے اس کی اپنی جماعت (اسلامی) بھی انگشت بدنداں (دانتوں میں انگلی دینا/حیرت/افسوس یا حسرت کا اظہار کرنا) رہ جاتی ہے اور پھر وہ اس کے ایسے بیانات کو ایسا چھپاتے ہیں گویا انہیں خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ مودودی بریلوی ہوگیا۔ فقیر یہاں پر اس کے قلم سے ایک بیان نقل کرتا ہے جو اس نے اپنے رسالہ "ترجمان القرآن" مارچ ۱۹۷۵ء مطابق ۱۳۹۵ھ کے کالم رسائل و مسائل کے صفحہ ۳۸ تا ۴۱ کے ایک سوال کے جواب میں لکھا۔

سوال تو اس کی اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" کے متعلق تھا دوسرا ہمارے

موضوع سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم اسے لفظ بلفظ یہاں درج کرتے ہیں:

نماز میں درود

سوال: آپ نے "خطبات" میں نماز کی تشریح کرتے ہوئے جو درود پاک درج کیا ہے اس میں "**سیّدنا و مولانا**" کے الفاظ مسنون وماثور درود سے زائد ہیں۔ احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے جو درود منقول ہوا ہے اس میں یہ الفاظ نہیں پائے جاتے۔ ایک عالم دین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ مسنون درود سے زائد ان الفاظ کو نماز میں پڑھنا مکروہ ہے آپ کے پاس اس کے لئے کیا سندِ جواز ہے؟

جواب: اس اضافے کو جو بزرگ مکروہ قرار دیتے ہیں وہ غالباً مسئلہ کی نوعیت سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں اس کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ تشہد کے پورے مسئلہ کی تحقیق کی جائے۔

اس کے بعد موذودی صاحب نے تشہد کی تحقیق لکھی ہے جو ہمارے موضوع میں داخل نہیں۔ ہم صرف درود شریف کے بارے میں اس کی تحریر دکھاتے ہیں۔

مودودی نے تشہد کی تحقیق کے بعد لکھا: اب درود شریف کے مسئلہ کو لیجئے۔ معترض کا کہنا یہ ہے کہ حضور ﷺ سے اُس کے جو الفاظ ماثور ہیں ان میں کوئی کمی بیشی کرنا مکروہ ہے لیکن کیا واقعی فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ متفق علیہ ہے؟ امام ابو بکر بن مسعود کاشانی جن کی کتاب "بدائع الصنائع" فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے، اس مسئلے پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ولا يُكرَهُ أن يقُول فيهَا وارحم محمداً عند عامةِ المشائخِ وبعضُهم كرهُوا ذلك

..... والصّحیحُ أنّه لا یُکرَہ "۔ (11)

اور درود میں "وارحم محمّداً" کہنا اکثر اکابر علماء کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور بعض اسے مکروہ کہتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ وہ مکروہ نہیں ہے۔

اور درود میں "سیّدنا" کا لفظ بڑھانے کے متعلق مشہور شافعی فقیہ شمس الدین الرملی جو چھوٹے شافعی کہلاتے تھے اپنی کتاب "نهایةُ المُحتاجِ إلی شرحِ المنهاجِ "میں لکھتے ہیں: "والأَفضلُ الإتیانُ بلفظِ السّیادة....لأنّ فیه الإتیانَ بما أُمرنَا به وزیادةُ الأخبارِ بالوَاقعِ الذي هو أدبٌ فهُو أفضل من تَرکِه" (12)

یعنی، افضل یہ ہے کہ (درود شریف میں) لفظ سیادت لایا جائے؛ کیونکہ یہ ایسی چیز کالانا ہے جس کے لئے ہم مامور ہیں اور اس خبر کی زیادتی تو دراصل وہ ادب کے قریب ہے، لہٰذا اس کو چھوڑنے سے اس کا ادا کرنا افضل ہے۔

صرف درود شریف ہی نہیں تشہد تک میں شوافع نے لفظ "سیّدنا" کے اضافے کو نہ صرف جائز رکھا ہے بلکہ اسی پر ان کا عمل بھی ہے۔ چنانچہ "الفقه علی المذاهب الاربعه "میں شافعی مذہب کا جو تشہد درج کیا گیا ہے اس میں لفظِ سیّدنا کی صراحت ہے۔ (13) حالانکہ ابنِ عباس کے جس تشہد کو امام شافعی نے اختیار کیا ہے

---

(11) البدائع الصنائع، کتاب الصّلاة، فصل في سنن الصلاة، ٢/٦٩

(12) نهایةُ المحتاجِ إلی شرحِ المنهاجِ، أرکان الصّلاة، ١/ ٥٣٠

(13) الشافعیة قالوا: إن ألفاظ التشهد هي: "التحیات المبارکات الصلوات الطیبات لله،

اس میں لفظ سیّدنا نہیں پایا جاتا۔

اور علّامہ ابنِ عابدین شامی کی کتاب "ردالمحتار" فقہ حنفی کی مُستند کتابوں میں سے ہے۔ اس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے رحمت کی دعا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے "اللّٰھُمّ ارحمْ محمداً" کہنے کو ناجائز کہا ہے اور بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے اور اسی دوسرے قول کو امام سرخسی نے ترجیح دی ہے۔ پھر دُرود شریف میں لفظ "سیّدنا" کے استعمال پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہمارے (یعنی حنفیہ کے) مسلک کے خلاف ہے اور اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے تشہد میں کمی بیشی کو مکروہ قرار دیا ہے لیکن یہ اعتراض کمزور ہے کیونکہ درود تشہد پر زائد ایک چیز ہے اس میں شامل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص تشہد میں "أشهدانّ سیّدنا محمداًعبدُہ ورسولُہ" کہے تو یہ ضرور مکروہ ہے لیکن تشہد کے بعد جو درود پڑھا جاتا ہے اس میں یہ لفظ بڑھایا جاسکتا ہے۔(14)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا، وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله الا الله، وأشهد أن سيدنا محمداً رسول الله،(الفقه على المذاهب الأربعة،كتاب الصلاة،الثانى عشر من فرائض،مطبوعه:دار الكتب العلمية،بيروت)

(14) فإنه قال اختلفوا في الترحم على النبي – صلى الله عليه وسلم – بأن يقول: اللهم ارحم محمدا. قال بعضهم: لا يجوز لأنه ليس فيه ما يدل على التعظيم كالصلاة. وقال بعضهم: يجوز لأنه – عليه الصلاة والسلام – كان من أشوق العباد إلى مزيد – رحمه الله

اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کا ماثور الفاظ ہی میں پڑھا جانا لازم نہیں ہے اور ان ماثور الفاظ میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر درود میں "اللھم ارْحم محمداً" اور "اللھم صل علی سیّدنا محمد" کہنا مکروہ نہیں ہے تو "سیّدنا" کے ساتھ "مولانا" کہہ دینے میں کراہت کی کیا معقول وجہ ہو سکتی ہے؟

تبصرہ اُویسی غفرلہ

یہ مودودی وہی ہے کہ بے ادبی کرنے پر آجائے تو نبی علیہ السلام کو اَن پڑھ، چرواہا اور موسیٰ علیہ السلام کو ملنگ کہہ دے اور موج میں آجائے تو نماز میں سیّدنا کے اضافہ کو دلائل سے ثابت کر دے۔

عجب رنگ ہیں زمانے کے

نوٹ: مودودی کی گستاخیوں کی تفصیل فقیر کی کتاب "آئینہ مودودی" میں ہے۔

مسلمانوں! خدارا سوچو جو قوم اپنے نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی سے پہلے

تعالى – واختاره السرخسي لوروده في الأثر.....واعترض بأن هذا مخالف لمذهبنا لما مر من قول الإمام من أنه لو زاد في تشهده أو نقص فيه كان مكروها. قلت: فيه نظر؛ فإن الصلاة زائدة على التشهد ليست منه، نعم ينبغي على هذا عدم ذكرها في " وأشهد أن محمدا عبده ورسوله" (ردّ المحتار على الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب: آداب الصّلاة، ٢/ ٢٧٤، مطبوعة: دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ–٢٠٠٠م)

"سیّدنا و مولانا" کے اضافہ کی روادار (جائز نہیں مانتی) نہیں وہ صاحبُ التّاج والمعراج سے لے کر "نورٌ من نورِ اللہ" جیسے القاب کو کب برداشت کر سکتی ہے یہ ان کی شوم بختی و بد قسمتی (دونوں مترادف لفظ ہے) کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔ ان کی محرومی کے ساتھ مسلمان بھائی کیوں محرومی کا ہار گلے میں ڈالتا ہے جب سمجھتا ہے کہ درود شریف بہت بڑی اور اعلیٰ اور افضل عبادت ہے صرف الفاظ کے چکر میں پڑ کر اپنا انجام کیوں برباد کرتا ہے۔

ابلیس کی مٹھائی

ابلیس کی یہ شرارت مشہور ہے کہ نیکی کا دھوکہ دے کر ایمان سے محروم کر دیتا ہے ورنہ کم از کم ہزاروں نعمتوں سے تو ضرور دور کرتا ہے۔ نماز کے لئے بیدار کرنے کا قصہ مثنوی میں مشہور ہے۔ اسی طرح ایک بوڑھے کا واقعہ بھی ہے کہ وہ نماز کے لئے مسجد میں جانا چاہتا تھا لیکن بارش کی وجہ سے راستہ میں کیچڑ تھا بیٹے کو کہا تو اس نے انکار کر دیا۔ ہمّت کر کے باہر نکلا تو گر پڑا، سنبھل کر چل پڑا، کچھ دور جا کر پھر گرا لیکن ہمت نہ ہاری آگے چل کر پھلنے کو تھا تو ایک نوجوان نے تھام لیا اور سلامتی کے ساتھ بوڑھے کو مسجد تک پہنچا دیا۔ بوڑھے نے نماز پڑھ کر گھر جانے کا ارادہ کیا تو اسی نوجوان نے مسجد کے باہر سے نکل کر کہا بابا! میں آپ کے انتظار میں ہوں۔ بوڑھا مسجد سے باہر نکل کر گھر کے قریب پہنچا تو نوجوان سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ کہا: میں ابلیس ہوں۔ بوڑھے نے کہا: میرے ساتھ اتنی مروّت اور نیکی؟ ابلیس نے کہا: پہلے جب آپ گرے تو اللہ نے تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے، دوسری بار گرنے

پر تمہارے کنبے کے گناہ معاف ہوئے میں نے سوچا کہ کہیں تیرے طفیل (صدقے) اور نہ بخشے جائیں۔

تحریرِ مودودی بتائید اُویسی

فقیر مودُودی صاحب کا ایک اور مضمون اپنی تائید میں پیش کرتا ہے جو ماہنامہ ”ترجمان القرآن“ لاہور میں اکتوبر ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا۔ اس سے بدعتِ حسنہ کی حقیقت سامنے کُھل کر آجاتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کوئی ضد سے نہ مانے۔

ابنِ تیمیہ کا راز دار مودُودی:

مودودی نے اس وہم کا رَدّ تفصیل سے لکھا ہے کہ جو امر مروی یا ماثور نہ ہو تو اضافہ جائز نہیں یہ خیال غلط ہے بلکہ شرعاً اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ عنوان ذیل کے ساتھ ”ترجمان القرآن“ میں لکھا ہے۔

حکم آنے سے پہلے مدینے میں جمعہ کا قیام

عبد بن حمید، ابن المنذر اور عبد الرزاق نے ابنِ سیرین سے جو روایات نقل کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے مدینے تشریف لے جانے سے پہلے بلکہ جمعہ کی فرضیت کا حکم نازل ہونے سے پہلے مدینہ طیبہ میں انصار نے آپس میں مشورہ کیا کہ جس طرح یہود اور نصاریٰ نے ہفتے میں ایک دن اجتماعی عبادت کے لئے مخصوص کر رکھا ہے، اسی طرح ہم بھی ایک دن اس کام کے لئے مختص کر لیں۔ پھر انہوں نے جمعہ کا دن اس کے لئے تجویز کیا اور اس کا قدیم نام ”یوم عروبہ“ چھوڑ کر

نیانام ”جمعہ“ رکھ دیا۔ (15)

اس تجویز کے مطابق پہلی نمازِ جمعہ حضرت اسعد بن زرارہ نے پڑھائی۔ اس کی تائید ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ابنِ حبان، حاکم، بیہقی اور دار قطنی کی اس روایت سے ہوتی ہے جو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے صاحبزادے عبد الرحمن نے نقل کی ہے۔ اس میں وہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جمعہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم کیا تھا جس میں چالیس آدمی شریک ہوئے تھے۔ (16)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت ہے کہ جمعہ کا حکم مکہ معظمہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوا۔ اس وقت مکے میں اقامتِ جمعہ ممکن نہ تھی۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ تم مدینے میں جمعہ قائم کرو۔ (17)

حضرت ابو مسعود انصاری کی روایت ہے کہ اس حکم کے مطابق جو پہلی نمازِ جمعہ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

---

(15) المصنف عبد الرزاق، كتاب الجمعة، باب: اوّلُ من جمع، رقم: ٥١٤٤، ٣/ ١٥٩، مطبوعة: المكتبة الإسلامي، بيروت

(16) سنن إبن ماجة، كتاب إقامة الصلاة، باب فى فرض الجمعة، ٢/ ٦، رقم الحديث: ١٠٨٢، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، لبنان

مصنف لإبن ابى شيبة، كتاب الأوائل، باب أوّل ما فعل، ٧/ ٢٤٨، رقم، ٣٥٧٤٦، مطبوعة: مكتبة الرشد، الرياض

(17) التلخيص الحبير فى تخريج احاديث الرافعيالكبير، كتاب الجمعة، ٢/ ١٣٩، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

حضرت مُصعب نے پڑھائی، اس میں بارہ آدمی شریک تھے۔ (18)

یہاں دیکھئے صحابہ کی ایک جماعت باہمی مشورے سے بطورِ خود ایک نئی نماز کا اضافہ کرتی ہے۔ حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں یہ واقعہ پیش آتا ہے مگر اس پر حضور ﷺ کسی ناراضگی کا اظہار نہیں فرماتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اسی نماز کی فرضیت کا حکم نازل ہو جاتا ہے اور وہی نماز جو حکم سے پہلے شروع کی گئی تھی، از روئے حکم قائم کی جانے لگتی ہے۔

حضور ﷺ کی موجودگی میں ماثور الفاظ پر اضافہ

بخاری، مسلم، ابوداؤد، مسند احمد، نسائی اور طبرانی میں حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ رکوع سے سر اُٹھا کر جب حضور ﷺ نے "سمع اللہ لمن حمدہ" فرمایا تو پیچھے سے ایک شخص نے کہا" ربّنا ولك الحمدُ حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه" نماز سے فارغ ہو کر حضور ﷺ نے پوچھا: ابھی ابھی یہ بات کس نے کہی تھی؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں نے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس کو لکھ لینے کے لئے ایک دوسرے

---

(18) السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الجمعة، باب العدد....الخ ٣٠/ ٢٥٥، حدیث: ٥٦١٧، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولی: ١٤٢٤ھ-٢٠٠٣م

سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (19)

یہاں بھی آپ دیکھ لیں کہ اس شخص نے حضور ﷺ کے سکھائے ہوئے الفاظ پر مزید چند الفاظ کا اضافہ خود کیا تھا۔ یہ زائد الفاظ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے نہ تھے اور اس نے ماثور الفاظ پر یہ اضافہ حضور ﷺ کی موجودگی میں حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کیا تھا۔ آپ کے نقطۂ نظر سے تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ حضور ﷺ اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرماتے اور اسے ڈانٹتے کہ ماثور الفاظ پر اپنی طرف سے چند الفاظ بڑھا کر تو نے **خلافِ شرع حرکت کی ہے تو میرے سامنے دین کے اندر ایک نیا طریقہ اختراع کرنے کی جسارت کر بیٹھا ہے**، تیرے بڑھائے ہوئے الفاظ اگر شریعت میں مطلوب ہوتے تو میں ان کی تعلیم دیتا تو اِن کو اَورادِ نماز میں داخل کرنے والا کون ہوتا تھا لیکن حضور ﷺ نے اس کو پوری جماعت کے سامنے یہ بشارت دی کہ **تیرے کلمات اتنے قابلِ قدر تھے کہ فرشتے ان کو لکھنے کے لئے دوڑ پڑے اور ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ ان الفاظ کو ثبت (محفوظ) کرنے کی سعادت اسے نصیب ہو جائے۔**

تشہد کے ماثور الفاظ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے داخل کردہ الفاظ کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔

ایک نئی اذان کا اضافہ

---

(19) صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب: فضل: اللهم ربنا ولك الحمد، ص: ۱۲۹، برقم ۷۹۹، مطبوعة: دار السلام للنشر و التوزیع، الطبعة الثانیة: ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹م

مُسند احمد اور نسائی کی روایت ہے کہ جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ جب منبر پر تشریف فرما ہو جاتے تھے تب حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے تھے اور جب آپ منبر سے اترتے تو وہ تکبیر اقامت کہتے تھے۔ (20) (یہ گویا دو اذانیں تھیں جو حضور ﷺ کے زمانے میں مقرر ہوئیں) بخاری، نسائی، ابو داؤد، ترمذی اور ابنِ ماجہ میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں جمعہ کی پہلی اذان اُس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا اور آبادی بڑھ گئی تو انہوں نے تیسری (یہاں اقامت کو بھی اذان سے تعبیر کیا گیا، ورنہ اسے دوسری اذان کہا گیا ہے۔) اذان (یعنی وہ اذان جو امام کے منبر پر آنے سے پہلے دی جاتی ہے) کا حکم دیا جو ”زوراء“ کے مقام پر دی جاتی تھی۔ (21)

بخاری کی ایک اور روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جمعہ کے روز تیسری اذان کا اضافہ کرنے والے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جبکہ اہلِ مدینہ کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ (22)

---

(20) سنن النسائی، کتاب الجمعة، باب أذان الجمعة، ص:۱۹٦، برقم:۱۳۹۲، مطبوعة:دار الطویق للنشر والتوزیع

(21) صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب التأذین عند الخطبة، ص:۱٤۷، برقم۹۱٦، مطبوعة:دار السلام للنشر و التوزیع، الطبعة الثانیة:۱٤۱۹ھ-۱۹۹۹م

(22) صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب التأذین عند الخطبة، ص:۱٤۷، برقم۹۱۵، مطبوعة:دار السلام للنشر و التوزیع، الطبعة الثانیة:۱٤۱۹ھ-۱۹۹۹م

ایک اور روایت میں ہے: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ پہلی اذان اس مکان پر دی جائے جس کا نام زوراء(23) ہے، پھر جب وہ منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو ان کا موذن تکبیرِ اقامت کہتا تھا۔(24)

یہ تعبدی امور کے دائرے میں ماثور و مسنون عمل پر ایک صریح اضافہ تھا جو خلیفۂ برحق نے ایسے زمانے میں کیا تھا جبکہ صحابہ و تابعین سے دنیائے اسلام بھری پڑی تھی مگر اس کی مخالفت تو کیا ہوتی، اسلامِ دنیا کے بلاد و امصار میں وہ مقبول ہو گئی۔ صرف ایک ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کے متعلق "ابنِ شیبہ" نے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے بدعت کہا تھا مگر حافظ ابنِ حجر کہتے ہیں کہ ان کے اس قول میں یہ احتمال بھی ہے کہ انہوں نے اسے منکر سمجھتے ہوئے بدعت کہا ہو اور یہ احتمال بھی کہ انہوں نے اسے صرف اس بناء پر بدعت قرار دیا ہو کہ یہ طریقہ نبی ﷺ کے زمانے میں رائج نہ تھا اور ہر وہ کام جو آپ ﷺ کے زمانے میں نہ ہوا ہو، بدعت

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

---

(23) زوراء جگہ کا نام ہے جس کے بارے میں مرقاۃ المفاتیح میں لکھا ہے: ''الزوراء: موضع في سوق المدينة. قال التوربشتي: ذكر تفسيرها في سنن ابن ماجه هي دار في سوق المدينة، يقف المؤذنون على سطحها''. یعنی، مدینہ کے ایک بازار کا نام ہے۔ امام توربشتی نے کہا: سنن ابن ماجہ میں اس کی تفسیر میں ذکر کیا گیا کہ مدینے کے بازار میں ایک گھر تھا جس کی چھت میں موذن اذان دیا کرتا تھا۔ (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ،باب الصّلاة،باب الخطبة، ٣/ ٤٤٨، رقم الحديث: ١٤٠٤ ،مطبوعة: دارالكتب العلمية ،بيروت، الطبعة الاولىٰ ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م)

(24) مسند الامام احمد بن حنبل ،حديث: سائب بن يزيد، ٢٤/ ٥٠٣، رقم الحديث: ١٥٧٢٨، مطبوعة: مؤسسة الرسالة

کہلاتا ہے لیکن ایسے کاموں میں بعض اچھے ہوتے ہیں اور بعض اس کے خلاف "حافظ ابنِ حجر" کے اس خیال کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس سے پہلے ایک "اچھی بدعت" کا ارتکاب کر چکے تھے۔ مزید بر آں ایک اور فعل کو بھی انہوں نے بدعت قرار دینے کے بعد اس کی تحسین فرمائی تھی جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا چاشت کی نماز کو اچھی بدعت کہنا

صلوٰۃ الضحیٰ (چاشت کی نماز) کا پڑھنا بجائے خود تو رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے اس لئے اس کے سُنّت میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اس کا التزام / کثرت سے پڑھا جانا حضور کے عہد مبارک میں رائج نہ تھا، بعد کے لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے اس کے بارے میں دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا: "بدعت ہے اور اچھی بدعت"۔ (25)

اور ایک روایت میں ان کے الفاظ یہ ہیں: "یہ نیا نکالا ہوا طریقہ ہے اور ان اچھے طریقوں میں سے ہے جو لوگوں نے نکال لئے ہیں۔" (26)

اور ایک تیسری روایت میں ان کا ارشاد ہے: "لوگوں نے کوئی نئی چیز ایسی

---

(25) صحیح البخاری، کتاب العمرۃ، باب: کم اعتمر النبیﷺ، ص:۲۸٦، برقم۱۷۷۵، مطبوعۃ: دار السلام للنشر و التوزیع، الطبعۃ الثانیۃ: ۱٤۱۹ھ-۱۹۹۹م

(26) مُسند أبي جعد، شریك بن إبراهيم۱/ ۳۱٤، رقم: ۲۱۳٦، مطبوعۃ: مؤسسۃ نادر، بیروت

نہیں نکالی ہے جو مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہو۔ ''(27) امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ تین مختلف اسناد کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں۔

یہ تینوں روایتیں بالکل صحیح سندوں سے منقول ہوئی ہیں۔ ملاحظہ ہو ''فتح الباری، باب صلوٰۃ الضحیٰ''۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تراویح کو اچھی بدعت کہنا

نمازِ تراویح بھی حضور ﷺ کے عمل سے ثابت ہے، اس لئے اس کے سنّت ہونے میں اختلاف نہیں ہے مگر مسجد میں اس کا ایک ہی امام کے پیچھے پڑھا جانا اور اسے باجماعت ادا کرنے کا عام رواج ایک طریقہ تھا جو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے میں جاری کیا اور اس کے بارے میں فرمایا ''نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ ''(28) (یہ ایک اچھی بدعت ہے) یہ بھی تعبّدی اُمور کے بارے میں شارع کے طریقے پر ایک اضافہ ہی تھا لیکن حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے متبع سُنّت صحابی وخلیفہ نے اسے نیا طریقہ جانتے ہوئے اچھا طریقہ سمجھ کر جاری کیا اور صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء و مُحدِّثین رضی اللہ عنھم اجمعین سب نے بلا تامّل اس کی پیروی کی۔

---

(27) المصنف عبد الرزاق، كتاب الصّلاة، باب: صلاة الضحى، ٣/ ٧٨، رقم الحديث: ٤٨٦٨، مطبوعة: المكتبة الإسلامي، بيروت

(28) شعب الإيمان، كتاب الصّلاة، ٤/ ٥٤٩، رقم الحديث: ٢٩٩٩، مطبوعة: مكتبة الرّشد للنشر و التوزيع

دُرود میں سیّدنا و مولانا کے الفاظ کا استعمال

ماقبل میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تعبدی اعمال میں ردّوبدل (ایسی جو خلافِ شرع نہ ہو) اور کمی و بیشی کا قطعاً ممنوع ہونا اور اس قاعدۂ کلیہ میں کسی استثناء کی سرے سے کوئی گنجائش ہی نہ ہونا ایک ایسا تشدّد ہے جس کی تائید احادیثِ صحیحہ سے نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ درود شریف میں ماثور الفاظ پر ''سیّدنا ومولانا'' کا اضافہ کیا واقعی ناجائز اور ممنوع ہے؟ لیکن میں اس بحث کے آغاز ہی میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں درود شریف میں صرف وہ الفاظ بڑھانا جائز سمجھتا ہوں جو بجائے خود حضور ﷺ کے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے مشروع ہوں، خواہ درود شریف کے ماثور الفاظ میں وہ شامل نہ ہوں۔

درود کے ماثور الفاظ پر ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اضافہ

سُنن ابن ماجہ، باب الصلاۃ علی النبی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ ارشاد موجود ہے کہ "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ، لَعَلَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِّمْنَا، قَالَ، قُولُوا:اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ، وَرَحْمَتَكَ، وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا، يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ

وَالْاٰخِرُوْنَ. (29)

یعنی، تم لوگ جب رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو تو حُسن و خوبی کے ساتھ بھیجو تمہیں کیا خبر ہو سکتی ہے کہ تمہارا درود حضور ﷺ پر پیش ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: پھر وہ آپ ہمیں سکھادیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا: کہ یوں کہا کرو، خدایا! اپنی عنایت و رحمت اور اپنی برکتیں نازل فرما رسولوں کے سردار، متقیوں کے پیشوا اور نبیوں کے خاتم محمد (ﷺ) پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں جو نیکی اور بھلائی کے امام و قائد اور رسولِ رحمت ہیں۔ خدایا! ان کو اس مقامِ محمود پر پہنچا جس پر اوّلین و آخرین رشک کریں۔

اس کے بعد حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درود شریف کے وہ ماثورہ الفاظ پڑھے جو رسول اللہ ﷺ کے تعلیم کردہ ہیں۔ (جو کہ آگے حدیث میں موجود ہیں)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کا صحیح مطلب اس مثال سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ اگر کوئی شریف آدمی کسی کے ہاں جاتا ہے اور اس کے غلام سے اپنی آمد کی اطلاع دینے کے لئے کہتا ہے تو اپنی زبان سے وہ خود یہ نہیں کہتا کہ صاحبِ خانہ سے کہو "مولانا عبدالرحمٰن صاحب تشریف لائے ہیں" بلکہ وہ کہتا ہے "عبدالرحمن حاضر ہوا ہے" اب یہ ملازم کی تمیز پر موقوف ہے کہ وہ صاحبِ خانہ کو اطلاع دینے کے لئے آنے والے کے مرتبے کے مطابق الفاظ استعمال

---

(29) سنن إبن ماجة، كتاب إقامة الصلاة، باب الصلاة على النبي، ص: ٢٢٣، حديث: ٩٠٦، مطبوعة: دار الفكر بيروت، لبنان

کرتا ہے یا ٹھیک وہی الفاظ دُہراتا ہے جو آنے والے نے اپنے لئے استعمال کئے تھے۔

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو حضرت "اسود بن یزید" رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے جو جلیل القدر تابعین میں سے تھے۔ اُن کا مرتبہ اس سے بلند تر ہے کہ ان کی ثقاہت کے لئے کسی کی سند لائی جائے۔ اِن سے اس کو روایت کرنے والے "ابو فاختہ سعید بن علاقہ "ہیں جنہیں حافظ ابنِ حجر نے تقریب (30) میں ثقہ قرار دیا ہے۔ ان سے عون بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں جن کی ثقاہت پر "امام احمد"، "یحییٰ ابن معین"، "عجلی" اور "نسائی" نے شہادت دی ہے۔ ان سے روایت کرنے والے "المسعودی عبد الرحمن بن عبد اللہ" ہیں اور یہی وہ راوی ہیں جن کو "مخبوط الحواس" قرار دے کر یہ روایت ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے قابل ٹھہرائی جاتی ہیں حالانکہ علمائے رِجال نے تصریح کی ہے کہ وہ ثقہ تھے اور صرف آخر عمر میں ان کا ذہن اُلجھ گیا تھا۔ امام احمد اور ابنِ عمّار کہتے ہیں کہ کوفہ اور بصرہ میں جو روایات لوگوں نے ان سے سُنی ہیں وہ سب صحیح ہیں البتہ بغداد جاکر ان کے ذہن میں اختلاط ہوگیا تھا۔ "ابن ابی حاتم" ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ اپنی موت سے سال یا دو سال پہلے ان کے ذہن کی یہ حالت ہوئی تھی۔ "ابن معین" کہتے ہیں کہ "قاسم" اور "عون بن عبد اللہ" سے جو احادیث انہوں نے روایت کی ہیں وہ صحیح ہیں۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ

---

(30) تقریب التهذیب، حرف السین، ذکر من اسمه سعید....إلخ، ۲۳۷٦، ص ۲٤۰

میرے علم میں کوئی شخص حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علم کو مسعودی سے زیادہ جاننے والا نہ تھا۔

کیا واقعی حضور ﷺ نے اپنے لئے لفظ "سیّد" کے استعمال کو ممنوع قرار دیا تھا۔

آپ کا یہ قول قطعاً صحیح نہیں ہے کہ اپنے لئے "سیّد" کا لفظ استعمال کرنے سے رسولُ اللہ ﷺ نے منع فرما دیا تھا (یہ مودودی یہ ابن تیمیہ کے ردّ میں لکھا ہے) یہ احادیث کو نہ سمجھنے اور ان کے موقع و محل کو جانے بغیر ان سے غلط نتائج نکالنے کی ایک واضح مثال ہے۔ اس معاملہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ خوشامد اور کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔

بخاری اور ابو داؤد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے ایک اور شخص کی تعریف کی۔ آپ نے تین مرتبہ (اور دوسری روایت میں بار بار) فرمایا "تونے تو اپنے دوست کا گلا کاٹ دیا" پھر سمجھایا کہ اگر تم میں سے کسی کو اپنے کسی بھائی کی مدح ضرور ہی کرنی ہو اور وہ واقعی اس کے متعلق وہی کچھ جانتا ہو جو وہ کہنا چاہتا ہے تو یوں کہے کہ "میں اسے ایسا سمجھتا ہوں" اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ اس کو جاننے والا اصل میں اللہ تعالیٰ ہے اور میں اللہ تعالیٰ پر اس کا تزکیہ لازم کرنے والا نہیں ہوں۔ (31)

---

(31) صحیح البخاری، کتاب الشہادۃ، باب :إذا زکّی رجلٌ رجلاً. رقم الحدیث: ۲٦٦۲، ص: ٤۳٤، مطبوعۃ: دار السلام للنشر و التوزیع، الطبعۃ الثانیۃ: ١٤١٩ھ-١٩٩٩م

یہ بات نگاہ میں رکھئے اور پھر اس روایت کو دیکھیے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے لئے لفظ ”سیّد“ کے استعمال سے منع فرمادیا تھا۔ ”مُسند احمد“ میں حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ”أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا مُحَمَّدُ يَا سَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا، وَخَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِتَقْوَاكُمْ، لَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِي اللهُ“(32)

یعنی، اے محمد ﷺ! اے ہمارے سردار! اور ہمارے سردار کے بیٹے! ہمارے بہترین شخص اور ہمارے بہترین شخص کے بیٹے! اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: لوگو! اپنے تقویٰ پر قائم رہو، شیطان تمہیں غلط راستے پر نہ ڈالنے پائے، میں ”محمد بن عبد اللہ“ ہوں، اللہ کا بندہ اور رسول ہوں، اللہ کی قسم میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اس منزلت سے اوپر اُٹھانے کی کوشش کرو جو اللہ عزّوجلّ نے مجھے عطا کیا ہے“۔

اس کے ساتھ ہی وہ روایت بھی ملاحظہ فرمالیجئے جس کی بناء پر آپ ﷺ نے لفظ ”سیّد“ کے استعمال سے منع فرمایا۔

---

(32) مسند أحمد بن حنبل، حديث: أنس بن مالك، ٢٠/ ٢٣، رقم الحديث: ١٢٥٥١، مطبوعة: مؤسسة الرسالة

مسند احمد (33) میں تین جگہ اور ابو داوٗد، کتاب الادب (34) میں ایک جگہ یہ ذکر ہے کہ بنی عامر کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وفد میں "حضرت مطرّف ابن عبد اللہ" کے والد بھی شریک تھے۔ مطرف اپنے والد ہی کے حوالے سے ان کا یہ بیان کروایت کرتے ہیں کہ ہم نے حاضر ہو کر آپ ﷺ کو سلام کیا اور پھر کہا کہ آپ ہمارے والی ہیں، آپ ہمارے سیّد (سردار) آپ ہم پر سب سے زیادہ عطا و بخشش کرنے والے اور فضل فرمانے والے اور بڑے عمدہ کھانے کھلانے والے ہیں۔

ان کے اس خوشامد انداز کو دیکھ کر حضور ﷺ نے ان کے الفاظ "أَنْتَ سَيِّدُنَا" کے جواب میں فرمایا "السَّيِّدُ الله تَبَارَكَ وَتَعَالَى" اور جب وہ خوشامد کرتے چلے، تو فرمایا "اپنی بات کہو اور شیطان تمہیں اپنے مطلب کے لئے استعمال نہ کرے"۔

اس کلام کو دلیل قرار دے کر یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے اپنے لئے لفظ "سیّد" کے استعمال کو منع فرمایا تھا، حدیث دانی اور حدیث فہمی کی کوئی اچھی مثال نہیں ہے۔ حضور ﷺ کے الفاظ "السَّيِّدُ الله تَبَارَكَ وَتَعَالَى" کا مطلب اگر یہ لیا

---

(33) مسند أحمد بن حنبل ،حديث:مطرف بن عبدالله ،٢٦/ ٢٣٧ ،برقم الحديث:١٦٣١١ ،مطبوعة: مؤسسة الرسالة

(34) سُنن أبي داؤد،كتاب الأدب، باب فى كراهية التمادح،٤/ ٢٥٤،برقم: ٤٨٠٦، مطبوعة:المكتبة العصرية،بيروت

جائے کہ اللہ کے سوا کسی کے لئے لفظِ "سیّد" استعمال نہیں کیا جاسکتا تو پھر ان تمام احادیث کو غلط ٹھہرانا پڑے گا جن میں غیرُ اللہ کے لئے لفظ "سیّد" استعمال کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ جلّ شانُہٗ کے اسمائے خاص میں لفظ "السیّد" کا اضافہ کرنے پڑے گا حالانکہ اسمائے الٰہی میں کسی نے بھی اس کو شمار نہیں کیا ہے لیکن اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ اور سب کے لئے تو یہ لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے البتہ حضور ﷺ کے لئے اس کا استعمال ممنوع ہے تو یہ سراسر بے بنیاد معنی آفرینی (گھڑی ہوئی بات) ہوگی؛ کیونکہ جس فَقر کو آپ دلیل بنارہے ہیں اس سے یہ مفہوم کسی طرح بھی نہیں نکلتا۔ علاوہ بریں یہ بات اس لئے بھی غلط ہے کہ جب خوشامد کے سوا کسی اور انداز میں حضور ﷺ کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا تو آپ نے اس سے منع نہ فرمایا۔

چنانچہ "مسند احمد" نے "نَضْلَہ بن طَرِیفْ" کی روایت ہے کہ ان کے قبیلے کے ایک شخص عبد اللہ کی بیوی ناشزہ (نافرمان) ہو کر بھاگ گئی اور اسی قبیلے کے ایک دوسرے شخص مطرف بن بصل کے ہاں جا بیٹھی۔ عبد اللہ نے جاکر اس شخص سے اپنی بیوی کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ آخر کار وہ فریادی بن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند اشعار کی صورت میں اپنی شکایت پیش کی۔ ان میں سے ایک شعر یہ تھا:

یَا سَیِّدَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبْ ... إِلَیْكَ أَشْكُو ذِرْبَةً مِنَ الذِّرَبْ

یعنی، اے لوگوں کے سردار! اور عرب کے حاکم! آپ کے پاس میں بڑی زبان اور دراز عورتوں میں سے ایک کی شکایت پیش کرتا ہوں۔

یہ چونکہ فریادی کی فریاد تھی نہ کہ کسی خوشامدی کی خوشامد۔ اس لئے ان الفاظ پر حضور ﷺ نے کوئی اعتراض نہ فرمایا بلکہ فوراً "مُطرّف" کے نام فرمان لکھا کہ "اس شخص کی بیوی اس کے حوالے کردو۔"(35)

بے سند اور غیر متعلق روایات سے استدلال

قاضی عیاض مالکی کی "الشفاء" سے آپ نے جو روایت نقل کی ہے (یہاں بھی اسی ابن تیمیہ کا رد) اس کا کوئی حوالہ اُنہوں نے نہیں دیا ہے اور نہ اس روایت کی سند بیان کی ہے۔ عجیب بات ہے کہ مفید مطلب روایت تو بلاسند و بلاحوالہ قبول اور خلافِ مطلب روایت اگر "صحاح ستہ" میں سے ایک کے اندر پوری متّصل سند کے ساتھ درج ہو تو اس کے ایک راوی پر بلا تحقیق تہمتیں جوڑ کر پوری حدیث ردّ۔ رہی آپ کی نقل کردہ وہ روایت جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتے کا سوال اور حضرت جبریل علیہ السّلام کے مشورے سے حضور ﷺ کا جواب نقل کیا گیا ہے تو وہ اس بحث میں سرے سے غیر متعلّق ہے۔

حضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراض

آپ نے اس مشہور واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ جب بنی قریظہ کے معاملہ میں حکم کی حیثیت سے فیصلہ دینے کے لئے حضرت سعد بن معاذ بُلائے گئے تھے تو حضور

---

(35) مسند أحمد بن حنبل، حديث: عبدالله بن عمرو بن العاص، ١١/ ٤٨٢، رقم الحديث: ٦٨٨٦، مطبوعة: مؤسسة الرسالة

ﷺ نے حاضرین کو یا انصار کو حکم دیا تھا کہ "قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ" لیکن بخاری، مسلم، ابوداؤد، مسند احمد اور مغازی و سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تمام دوسری روایات کو چھوڑ کر آپ کی نگاہ صرف "مُسند احمد" کی اس ایک روایت پر جا کر ٹھہری جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ یہ ارشاد فرماتے ہی کہ "قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ" اپنے سردار کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھری مجلس میں بول اُٹھے کہ "السَّيِّدُ الله تَبَارَكَ وَتَعَالَى"(36) (ہمارا سردار تو اللہ عزّوجلّ ہے) تھوڑی دیر کے لئے اس بات سے قطع نظر کر لیجئے کہ دوسری روایتیں اس ذکر سے خالی ہیں، آپ کی سمجھ میں یہ بات کیسے آگئی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں یہ گُستاخی کر سکتے تھے اور وہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات کیسے کہہ سکتے تھے جن کا اپنا قول ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں نقل ہوا ہے کہ "أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"(37) (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہیں، ہمارے بہترین آدمی ہیں، ہم سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو محبوب

---

(36) مسند أحمد بن حنبل، فضائل سعد بن معاذ، ٢/ ٨١٩، برقم الحديث: ١٤٨٨، مطبوعة: مؤسسة الرسالة

(37) سُنن الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب: مناقب أبي بكر رضي الله عنه،، ص: ١٠٤٦، برقم: ٣٦٧٦، مطبوعة: دار الفكر بيروت، لبنان

ہیں) اور جن کا ایک دوسرا قول "بخاری" میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں منقول ہوا ہے کہ "أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي بِلَالًا"(38) (ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کیا ہے)

کیا حضور ﷺ کے لئے دعا میں "سیّدنا" کہنا روحِ دعا کے خلاف ہے؟

آپ فرماتے ہیں کہ درود شریف میں حضور کے لئے "سیّد" کا لفظ استعمال کرنا روحِ دعا کے خلاف ہے۔ (یہاں بھی ابن تیمیہ کا ہی ردّ مقصود ہے) درخواست اور دعا میں تو عبدیّت اور عاجزی وانکساری کا اظہار ہونا چاہیے اور جس کے حقّ میں دعا کرنی ہو اس کے لئے تو یوں کہنا چاہیے کہ ایک بندۂ مسکین آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے نا کہ ہمارا آقا اور سردار حاضر ہو رہا ہے آپ کی یہ بات اس صورت میں تو بلاشبہ دُرست ہے جبکہ آدمی خود اپنے لئے دعا مانگ رہا ہو مگر کیا یہ اس صورت میں بھی صحیح ہے جبکہ آدمی کی دُعا رسولِ اکرم ﷺ کے حق میں ہو؟ کیا آپ ﷺ کے حق میں دعا مانگتے ہوئے (معاذ اللہ) یوں کہیں گے کہ "یا اللہ بیچارے مسکین محمد رسول اللہ پر اپنی رحمتیں نازل فرما" (معاذ اللہ عزوجل) پھر آپ کی بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے جبکہ مُسند احمد

---

(38) صحيح البخاري،كتابُ فضائل أصحاب النبيّ ،باب:مناقب بلال بن رباح، ص:٦٣١ ،برقم٣٧٥٤،مطبوعة:دار السلام للنشر و التوزيع، الطبعة الثانية:١٤١٩هـ-١٩٩٩م

، مسند ابو عوانہ، صحیح ابن حبان اور حافظ مروزی کی مسند ابو بکر صدیق میں صحیح سند کے ساتھ روزِ قیامت کی شفاعت کے متعلق یہ روایت آئی ہے کہ حضرت ”حذیفہ بن یمان“ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور ان سے خود رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر دُعا کا ایک ایسا طریقہ کھولے گا جو اس سے پہلے کسی بشر پر کبھی نہیں کھولا گیا اور حضور ﷺ عرض کریں گے ”أَنَا سَيِّدُ وُلِدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ “(39) اے میرے ربّ تو نے مجھے سیّد اولاد آدم بنایا اور اس پر کوئی فخر نہیں۔

دیکھئے یہاں خود اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو دعا کا طریقہ سکھا رہا ہے اور اس میں ”سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ“ کے الفاظ استعمال ہو رہے ہیں۔ کیا یہ روحِ دُعا کے خلاف ہے؟ لا حول ولا قوة الا باللہ..

لفظ سیّد کی مُشروعیت

آپ کے تمام اعتراضات کا جواب دینے کے بعد اب میں عرض کرتا ہوں کہ ”سیّد“ کا لفظ ایک لفظِ مشروع ہے جو بکثرت احادیث میں حضور ﷺ کے لئے بھی اور دوسرے انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔

اشداء رحماء
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

---

(39) مسند أحمد بن حنبل، مسند أبي بكر صديق، ١/ ١٥، رقم الحديث: ١٥، مطبوعة: مؤسسة الرسالة

بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، دارمی اور دوسری کُتُب حدیث میں بکثرت سندوں کے ساتھ حضرت ابنِ عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خُدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات آئی ہیں جن میں وہ حضور ﷺ کے یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "أَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ"(40) ان میں سے بعض روایات میں " یَوْمَ الْقِیَامَةِ "کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ صرف "سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ "(41) کے الفاظ ہیں۔

مسلم، ابوداؤد، ابنِ ماجد اور مسند احمد میں یہ روایات آئی ہیں کہ "لِعان" کے بارے میں جب حکم الٰہی کے نُزول سے پہلے یہ مسئلہ پیش ہوا کہ شوہر اپنی بیوی کو غیر مرد کے ساتھ ملوث دیکھ لے تو کیا کرے اور اس موقع پر حضرت سعد بن عبادہ نے غیر معمولی غیرت کا اظہار کیا تو حضور ﷺ نے انصار کو خطاب کرکے فرمایا: "اسْمَعُوا إِلَى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ"(42) سنو تمہارے یہ سردار کیا کہہ رہے ہیں۔

اسی طرح بخاری، مسلم، نسائی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اَفک کا

---

(40) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل، باب تفضیل نبیناﷺ، ص:۸۹۷، رقم:۲۲۷۸، مطبوعة: دارالکتب العلمیة ، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۰۱ھ–۲۰۰۱م

(41) سُنن أبی داؤد، کتاب السنة، باب فی تخییر الأنبیاء، ، ٤/ ۲۱۸، برقم:٤٦۷۳، مطبوعة: المکتبة العصریة، بیروت

(42) صحیح مسلم، کتاب اللعان، ، ص:۵۷۷، رقم:۱٤۹۸، مطبوعة: دارالکتب العلمیة ، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۰۱ھ–۲۰۰۱م

جو قصّہ منقول ہوا ہے اس میں وہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے لئے ''سَیِّدُ الْخَزْرَجِ''(43) کے الفاظ استعمال فرماتی ہیں اور حضرت سعد بن معاذ کے لئے لفظ ''سیّد'' کے استعمال کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

مسند احمد اور ابنِ ماجہ مین حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت اُبی بن کعب کے لئے "سَیِّدُ الْقُرَّاءِ" کے الفاظ موجود ہیں۔

مسلم، ابوداؤد اور مُسند احمد وغیرہ میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ غلام اور لونڈیاں اپنے مالک اور مالکہ کو "ربی" اور "ربتی" نہ کہیں بلکہ "سیّدی" اور "سیدتی" کہا کریں۔

مُسند احمد اور ابنِ ماجہ مین حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب کے لئے ''سَیِّدُ الْقُرَّاءِ'' کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ اپنی سند(44) کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

بخاری،(45) مسلم،(46) ابوداؤد اور مسندِ احمد میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد

---

(43) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: لو لا اذ سمعتموہ..الخ، ص:۸۲۹، برقم۴۷۵۰، مطبوعة: دار السلام للنشر و التوزیع الطبعة الثانیة:۱٤۱۹ھ-۱۹۹۹م

(44) سنن إبن ماجة، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ثواب..الخ، ۲/ ۲۷۲، برقم الحدیث: ۱٦۰٦، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۰ھ-۲۰۰۰م

(45) صحیح البخاری، کتاب العتق، باب: کراهیة التطاول ..الخ، ص:٤۱۲، برقم ۲۵۵۲، مطبوعة: دار السلام للنشر و التوزیع

(46) صحیح مسلم، کتاب الألفاظ، باب: حکم اطلاق لفظة العبد، ص:۸۸۷، رقم:

ہے کہ غلام اور لونڈیاں اپنے مالک اور مالکہ کو ”ربّی“ اور ”ربّتی“ نہ کہیں بلکہ ”سیّدی“ اور ”سیّدتی“ کہا کریں۔

بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ”سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ“ اور ”سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔(47)

بخاری، ترمذی اوار ابوداؤد وغیرہ میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلّق حضور ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ”اِبْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ“۔(48)

یعنی، میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔ دوسری روایتوں میں الفاظ کچھ کچھ مختلف ہیں مگر

٢٢٤٩، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١ھ-٢٠٠١م

(47) صحيح البخاري، كتاب الاستيذان، باب: من ناجى بين الناس ..الخ، ص: ١٠٩٤، برقم ٦٢٨٥

صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة، ص: ٩٥٥، رقم: ٢٤٥٠

(48) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب: علامات النبوة..الخ الخ، ص: ٦٠٩، برقم ٣٦٢٩

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ”سیّد“ کا لفظ سب میں موجود ہے۔ (49)

حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے ”سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ“ کے الفاظ ترمذی، ابنِ ماجہ، نسائی اور مُسند احمد بن حنبل میں وارد ہوئے ہیں اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے ”سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ“ کے الفاظ مختلف سندوں سے مسند احمد، ترمذی اور ابنِ ماجہ میں منقول ہیں۔ (50)

یہ تمام احادیث اس بات پر شاہد ہیں کہ ”سیّد“ کا لفظ نہ رسول اللہ ﷺ کے لئے غیر مشروع ہے اور نہ دوسرے انسانوں کے لئے اور وہ اس دنیا میں غیر مشروع ہے نہ آخرت میں۔ پھر نماز کے اندر یا خارج از نماز حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے اس کے استعمال کو کیسے ناجائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

لفظِ مولیٰ کی مشروعیت:

ایسا ہی معاملہ لفظِ ”مولیٰ“ کا ہے۔ ابنِ ماجہ میں یہ روایت آئی ہے کہ کسی حج کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بُرائی کے ساتھ ہو رہا تھا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ غضب ناک

---

(49) سنن النسائی، کتاب الجمعة، باب: مخاطبة الإمام..الخ، ۲/ ۲۱۸ رقم: ۱٤۱۰

(50) سُنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب: مناقب أبی بکر رضی الله عنه،، ص: ۱۰٤۹، برقم: ۳٦۸٤

مسند الامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، ۱۷/ ۳۱، رقم الحدیث: ۱۰۹۹۹

ہوگئے اور اُنہوں نے فرمایا"تقُول هذا الرّجل سمعتُ رسولَ الله صلى اللهُ عليه وسلّم يقولُ من كنتُ مولاه فعليٌّ مولاه" آپ یہ باتیں اس شخص کے بارے میں کہہ رہے ہیں جس کے متعلق میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ (51)

مسند احمد اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یمن کی مہم پر گیا اور وہاں مجھے ان سے سخت برتاؤ کا تجربہ ہوا۔ میں نے واپس آکر رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور ﷺ کا چہرۂ مبارک میری بات سن کر متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا: اے بریدہ! کیا میں مومنوں کے لئے ان کی جان سے بڑھ کر عزیز نہیں ہوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ، حضور ﷺ نے اس پر فرمایا: "من كنتُ مولاه فعليٌّ مَولاه" حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند عمدہ اور قوی ہے اور اس کے راوی سب کے سب ثقہ ہیں۔ (52)

نسائی میں حضرت زید بن ارقم کی روایت نقل کی گئی ہے جس میں وہ حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم میں رسول اللہ ﷺ کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے کہتے

---

(51) سنن إبن ماجة، المقدمة، فضلُ علي بن أبي طالب، رقم الحديث: ١٢١

(52) مسند الامام احمد بن حنبل، حديث: زيد بن أرقم، ٣٢/ ٧٥، رقم الحديث: ١٩٣٢٨

ہیں: پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "مَن کنتُ مولَاہ فعلیٌّ مولَاہُ" جس کا میں "مولیٰ" ہوں علی بھی اس کے "مولیٰ" ہیں۔

حافظ ابنِ کثیر کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ "امام ذہبی" نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام احمد نے مسند میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے وادیٔ خم میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کیا تم نہیں جانتے یا فرمایا کہ تم اس کی شہادت نہیں دیتے کہ میں ہر مومن کے لئے اس کی جان سے بڑھ کر عزیز ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: ضرور۔

آپ نے فرمایا: "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ مَوْلَاهُ عَلِيٌّ"(53) اور دوسری روایت میں ہے: "فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ" ابن کثیر کہتے ہیں: یہ اسناد عُمدہ ہے اور اس کے راوی سُنن کی شرط کے مطابق ثقہ ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ "مولیٰ" کا لفظ بھی نبی اور غیر نبی دونوں کے لئے غیر مشروع نہیں (شرعاً جائز ہے) ہے۔ پھر اگر نماز کے اندر اور خارج از نماز حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے "سیّدنا و مولانا" کے الفاظ استعمال کئے جائیں تو اس میں آخر گناہ کیا ہے؟؟؟ اور کس دلیل سے اس کو ممنوع یا ناجائز یا مکروہ قرار دیا جاسکتا ہے۔؟؟ (ترجمان القرآن، ج ۸۴، عدد ۲، ص ۸۴ تا ۹۴)

تبصرہ أویسی غفرلہ:

---

(53) مسند الامام احمد بن حنبل، حدیث: زید بن أرقم، ۳۲/ ۵۵، رقم الحدیث: ۱۹۳۰۲

بدعت حسنہ کے متعلق مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "بدعتِ حسنہ کا ثبوت" میں پڑھیے۔

مزید حوالے:

مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی تلمیذ "مولوی انور شاہ کشمیری" نے "انورالباری شرح صحیح البخاری" لکھا ہے کہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مروی ہے کہ جب تم رسولِ اکرم ﷺ پر درود پڑھو تو بہت اچھے الفاظ میں پڑھو کیونکہ وہ حضور ﷺ پر پیش ہوگا لہٰذا کہو: "اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ"(54)

مُحدِّث مغلطائی نے اس حدیث کو صحیح کہا اور حافظ نے فتح الباری میں ابن قیم نے نقل کیا کہ اس کی تخریج ابنِ ماجہ نے قوی سند سے کی ہے پھر لکھا کہ "اسنوی" نے کہا کہ لفظ محمد (ﷺ) سے پہلے لفظ "سیّدنا" کی زیادتی اکثر درود پڑھنے والوں سے مشہور ہوئی ہے تاہم اس کے افضل قرار دینے میں نظر ہے اور ابن السلام اس کو بابِ سلوکِ ادب سے شمار کرتے ہیں اور کہا کہ طریق ادب کا اختیار کرنا امتثالِ امر سے بھی زیادہ محبوب ہوتا ہے جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر نے

---

(54) سنن إبن ماجة، كتاب إقامة الصلاة، باب الصلاة على النبي، ص: ٢٢٣، حديث: ٩٠٦

ادب کی رعایت کی بانسبت امتثال امر نبوی کے جو نماز میں اپنی جگہ ثابت رہنے کے لئے تھا اور حضرت علی نے محمد (ﷺ) اسم مبارک کے لئے حضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل نہ کی کہ اس کو خلافِ ادب نبوی سمجھا۔۔۔۔ درّ مختار کے حوالے سے بھی علماء نے لفظِ سیادت کے استعمال کو مندوب کہا اور رملی و شافعی وغیرہ سے بھی نقل کیا اس کی زیادتی بانسبت ترک سے افضل ہے۔ اس پر "انوار الباری" میں پہلے بھی کچھ (کلام) آچکا ہے اور وجہ تکرار سے بھی ہے "**الکلامُ اذا تکرّر علی اللّسان تقرّر فی القَلبِ**" جب کلام کا تکرار ہو تو قلب پر زیادہ قرار کر جاتا ہے۔(55)

"سیّدنا" کا منکر کون؟

مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی نے لکھا: بعض نجدی علماء درود شریف میں لفظ "سیّدنا" کے اضافہ کو بھی بدعت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب نے حال ہی میں اس پر ایک مستقل رسالہ لکھ کر مفت شائع کیا ہے جو گزشتہ سال "مدینہ منورہ" و "مکہ معظمہ" میں تقسیم کیا گیا حالانکہ اُوپر ذکر ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ایسے جلیل القدر صحابی کے درود شریف میں بھی "سیّد" کا لفظ حضور ﷺ کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور ان کا اثرِ مذکور ابنِ ماجہ و طبری میں روایت کیا گیا ہے جس کے بارے میں ابن قیم نے بھی اعتراف کیا کہ اس اثر کو ابن ماجہ وجہ قویٰ سے روایت کیا ہے۔ (الفتح، ج۱۱، ص۱۴۴)

---

(55) انوار الباری شرح صحیح بخاری، ۱۷/۱۹

اور بعض دوسرے صحابہ سے بھی ایسا منقول ہوا ہے اور حضور ﷺ نے بھی خود کو "سیّدُ وَلد بنی آدم"(56) فرمایا ہے۔

آپ کے سیّدُ الاوّلین والآخرین ہونے میں کیا شک ہے اس کے باوجود نئے نئے مسائل نکالنا اور ہر چیز کو بدعت و شرک قرار دینے کی رٹ لگانا موجودہ دور کی نجدیت و سلفیت کا خاص شعار بن گیا ہے اسی لئے امت کو ان لوگوں کی افراط و تفریط سے بچانے کی سعی کرنا نہایت ضروری ہے۔ (واللہ المستعان) (انوار الباری، ج ۱۳، ص ۹۸)

نوٹ

اہلسنّت تو الحمد للہ نجدیوں وہابیوں کی اس گندی عادت سے عوام کو ہمیشہ سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں جو الحمدللّٰہ کسی حد تک کامیاب بھی ہیں۔ اگر دیوبندیوں کی اب آنکھ کھلی ہے تو آؤ مل کر وہابیوں نجدیوں کا ردّ کیجئے لیکن میرا تجربہ ہے کہ ان کا قال کچھ ہوتا ہے اور حال کچھ، بالخصوص جہاں ریال بے حال ان کی جیب گرم کر دے تو پھر یہ وہابیوں نجدیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔

سوال: حدیث میں ہے "اتسوّدو ني في الصلاةِ" مجھے نماز میں سیّدنا نہ کہو۔

جواب: ابنِ ارسلان نے کہا کہ ادبِ نبوی کے لحاظ سے تو یہ بہتر ہی ہے کیونکہ واقعی اُمور کا اضافہ لقائے عین ادب لہٰذا وہ نہ کرے افضل ہے اور حدیثِ مذکور کی نقل

---

(56) سُنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في تخيير الأنبياء، ٤، / ٢١٨، برقم: ٤٦٧٣

جھوٹ ہے اور بغرض صحت احتمال ہے کہ آپ (ﷺ) نے ایسا تواضعاً فرمادیا ہو یا اس لئے کہ مشافہہ تعرط ناپسند کیا ہو یا اس لئے کہ وہ جاہلیت کا تحیہ تھا قرب عہد جاہلیت کے باعث ناپسند فرمایا ہو اور اس کے مقابلہ میں یہ ہے کہ خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام اولادِ آدم کا سیّد ہوں(57) اور آپ (ﷺ) نے حضرت حسن کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے(58) اور حضرت سعد کے لئے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ اپنے سیّد کے لئے کھڑے ہو جاؤ(59) اور حدیثِ ''ابوداؤد'' میں ہے کہ ''سہل بن حُنیف'' نے حضور ﷺ کو ''یاسیّدی'' کہہ کر خطاب کیا(60) اور حضرت ابنِ مسعود کے درود میں "اللّٰھم صل علی سیّد المرسلین" وارد ہے اور امام سیوطی نے در منثور میں بوسائط عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ماجہ وابن مردُویہ حضرت ابنِ مسعود سے نقل کیا اور آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو یہ درود تلقین کیا کرتے تھے ''اللّٰھم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين، وإمام المتقين'' إلخ"(61)

---

(57) سُنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في تخيير الأنبياء، ، ٤/ ٢١٨، برقم: ٤٦٧٣

(58) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب: علامات النبوة۔۔الخ الخ، ص: ٦٠٩، برقم ٣٦٢٩

(59) مسند الامام احمد بن حنبل، مسند أبي سعيد، ١٧/ ٢٥٩، برقم الحديث: ١١١٦٨

(60) سُنن أبي داؤد، كتاب الطبّ، باب ماجاء في الرقي، ٤/ ١١، برقم: ٣٨٨٨

(61) سنن إبن ماجة، كتاب إقامة الصلاة، باب الصلاة على النبي، ص: ٢٢٣، حديث: ٩٠٦

شوکانی (غیر مقلّد) نے "نیل الاوطار" میں اس کی روایت کی طرف میلان ظاہر کیا ہے۔ دیوبندیوں کی اوجز المسالک، ج ۲، ص ۱۵۷ میں لکھا کہ لفظ سیّد و مولیٰ کا استعمال بہتر ہے اگر چہ وہ خاص طور سے درود شریف کے الفاظ میں حضور ﷺ سے روایت نہیں ہوا کیونکہ اس بارے میں مستند حدیث، صحیح حدیث، حدیث صحیح "انا سیّد ولد آدمَ"(62) وارد ہے۔

مخالفین کے اعلاء السنن میں ہے کہ ابنِ عبد السلام نے سیّد کے اضافہ کو باب سلوک ادب سے قرار دیا اور یہ اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ طریق ادب کی رعایت امتثالِ امر سے بھی زیادہ محبوب ہوتی ہے اور رائج ہو جاتی ہے جس کی تائید حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو اپنی جگہ پر قائم رہنے کا حکم دیا مگر اُنہوں نے نہ مانا اور عرض کیا کہ ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے آگے ہو کر کھڑا ہو اور ایسا ہی واقعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے کہ صلح حدیبیہ کے صحیفہ میں حضور ﷺ کے اسمِ گرامی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی تھا۔ قریش نے کہا کہ ہم آپ کو رسول تو نہیں مانتے اس لئے بجائے اس کے محمد بن عبد اللہ لکھوا دیئے حضور ﷺ نے کاتب صحیفہ حضرت علی کو فرمایا کہ اس کو کاٹ کر محمد بن عبد اللہ لکھ دو۔

حضرت علی نے عرض کیا واللہ میں آپ کا اسمِ گرامی ہر گز نہیں مٹاؤں گا۔

---

(62) سُنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في تخيير الأنبياء، ، ٤/ ٢١٨، برقم: ٤٦٧٣

اس پر حضور ﷺ نے اس کو خود کاٹ کر محمد بن عبد اللہ لکھا۔ (بخاری شریف)

دونوں حدیثیں صحیح بخاری میں ہیں اور حضور ﷺ دونوں حضرات کے امتثالِ امر نبوی سے تادباًباز رہنے کو گوارا فرمایا اس سے ان کے فعل کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ (اعلاء السنن، ۳/۱۷۱)

دیوبندی اورنجدی

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا کہ حضرت مولانا نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تھی اور وہ سعودی حکومت کا ابتدائی دور تھا۔ آپ نے نجدی علماء سے بہت سے مسائل میں اتمام حجت کی تھی جن میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے جس کو ہم تذکرۃ الخلیل سے نقل کرتے ہیں:

آپ روضہ نبوی میں حجاز کے قاضی القضاۃ امیر ابن العبد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور سلطان عبد العزیز ان کے برابر میں۔ اس زمانہ جو شخص حضور ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ لفظ “سیّدنا” کا استعمال کرتا نجدی لوگ اس کو مشرک کہتے تھے اور چاروں طرف حرمِ نبوی میں یہی صدا کان میں پڑتی تھی۔ حضرت نے موقع پاکر قاضی صاحب سے سوال فرمایا کہ آپ لفظ “سیّدنا” کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ قاضی صاحب نے کچھ سکوت کے بعد کہا کہ حدیث میں کہیں نہیں آیا، حضرت نے فرمایا کہ حدیث میں تو آیا ہے۔ قاضی صاحب نے حیرت سے پوچھا کہاں آیا ہے؟ آپ نے فرمایا حدیث صحیح میں "انا سیّد ولد آدم ولد فخر" ابوداؤد میں ہے۔

قاضی صاحب نے کہاہاں! اس طرح تو آیا ہے مگر نامِ مبارک کے ساتھ کہیں نہیں آیا

۔ حضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے ساتھ جو تعالیٰ لگاتے ہیں کہیں قرآن مجید میں آیا ہے، قاضی صاحب نے جواب دیا کہ ممانعت تو نہیں آئی۔ سلطان نے کہا کہ ایک جگہ آگیا اور ممانعت کہیں آتی نہیں تو اس پر تشدد کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کے بعد لوگوں میں اس مکالمے کا بڑا چرچا ہوا اور پھر مشرک کی صدا کبھی کان میں نہیں آئی۔ (تذکرۃ الخلیل، ص ۲۰۴)

فائدہ: اس ”مولانا“ سے مراد خلیل احمد انبیٹھوی ہے۔

آخری گزارش

فقیر نے ”ضوء السراج فی شرح درود تاج“ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے اسم پاک سے پہلے آپ کی شان کے لائق جتنے القابات لگائے جائیں شرعاً جائز ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سراپا عشق و محبت کے پیکر تھے ان کا حضور سرورِ عالم ﷺ کو سادہ الفاظ میں یاد کرنا ہمارے ہزاروں القاب کے اضافوں سے بدرجہا بہتر و افضل تھا کیونکہ ہم لاکھوں بار القاب کے اضافے کریں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صرف قال النبی ﷺ کے محبت بھرے الفاظ کہنے کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے۔

مجھے تو مخالفین کے اس اعتراض پر حیرانی بھی ہے کہ اپنے اکابر کے القاب میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیں تو وہ ”شریعت“ بن جائے۔ اگرچہ بعض القاب ان کے اکابر کے لئے محض مبالغہ بلکہ ان کی لیاقت سے کوسوں دور ہوتے ہیں لیکن افسوس کہ وہ القاب جو اسی ذاتِ قُدسی صفات ﷺ کے لئے استعمال ہوئے خود

القاب کو فخر ہوا۔ اس پر ان کے بدعت کے فتاویٰ۔ ”انا للہ وإنّا الیہ راجِعُونَ“

مدینے کا بھکاری:

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۵ ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ بروز ہفتہ

اشداء علی الکفار رحماء بینھم
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

ماخذ ومراجع

(١)کلام الله عزّوجلّ

(٢)ترجمہ:کنزالإیمان لإمام أهل السُّنة الحاج الحافِظ القارى الشَّاہ أحمد رضا خان الحنفى(ت١٣٤٠ھ)، مطبوعہ: مکتبة المدینة، کراتشى

(٣)جاء الحق للمفتى أحمد یار خان النعیمى غجراتى الحنفى المتوفى: ١٣٩١ھ، مطبوعة: قادرى پبلیشرز، لاهور

(٤)صحیح البخارى للإمام أبى عبد الله محمّد بن إسماعیل البُخارى. المتوفى: ٢٥٦ھ،:دار الکتب العلمیة،بیروت، الطبعة الأولى:١٤١٩ھ.١٩٩٨ م

(٤)مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح لملا على قارى الحنفى المتوفى: ١٠١٤ھ، مطبوعة:مکتبة رشیدیة. کوئتة

(٥)أشعة اللمعات شرح المشکاة لشیخ عبد الحق المحدّث الدهلوى الحنفى ١٠٥٢ھ، مطبوعة: مکتبة مجیدیة، کوئتة

(٦)لمعات التنقیح شرح مشکاة المصابیح لشیخ عبد الحق المحدّث الدهلوى الحنفى ١٠٥٢ھ، مطبوعة: مکتبة حقانیة، کوئتة

(٧)مظاهر حق لنواب قطب الدین خان، مکتبة العلم،اردو بازار،لاهور

(٨)سنن أبى داود للإمام أبى داؤد سلیمان بن أشعث السجستانى المتوفى٢٧٥ھ، مطبوعة: دار إحیاء التراث العربى، بیروت

(٩)أنوار البارى شرح صحیح البخارى مطبوعة إدارة تالیفاتِ أشرفیة ابن تیمیة

(١٠)ترجمان القرآن للشیخ مودودى

(١١)تفهيم القرآن للشيخ مودودى

(١٣)بدائع الصنائع لعلاؤالدين أبو بكر بن مسعود كاسانى الحنفى المتوفى ٥٨٧ھ، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

(١٤)نهاية المحتاج إلىٰ شرح المنهاج لشمس الدين الرملى الشافعى المتوفى ١٠٠٤ھ، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

(١٥)الفقة على المذاهب الأربعة لعبد الرحمٰن بن محمد عوض الجزيرى المتوفى ١٣٧٠ھ، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

(١٦)ردالمحتارعلى الدرالمختار، للعلّامة سيّدمحمدأمين إبن عابدين الشامى الحنفى المتوفى ١٢٥٢ھ ، دارالمعرفة،بيروت ،الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ–٢٠٠٠م

(١٧)المصنّف لعبد الرزاق لعبدالرزاق بن همام المتوفى ٢١١ھ، مطبوعة: المكتبة الإسلامى، بيروت

(١٨) .**سُنَن ابن ماجة** للإمام المحدث أبي عبد الله محمد بن يزيد القزوينى (ت٢٧٣ھ)،مطبوعة: دار الكتب العلمية،بيروت، الطبعة الأولىٰ١٤١٩ھ.١٩٩٨م

(١٩)المُصنّف لابن أبي شيبةللعلّامةأبي بكرعبدالله بن محمدأبي شيبةالكوفى (ت٢٣٥ھ)، مطبوعة:دار قرطبة،بيروت،١٤٢٨ھ–٢٠٠٧م

(٢٠)التلخيص الحبير فى تخريج أحاديث الرافعى الكبير لأبي الفضل أحمد بن على الحجر العسقلانى الشافعى المتوفى ٨٥٢ھ ،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت

(٢١)السنن الكبرىٰ للبيهقى لأبي بكر أحمد بن حسين البيهقى المتوفى ٤٥٨ھ، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت،الطبعة الاولى

:١٤٢٤هـ-٢٠٠٣م

(٢٢)سنن النسائی لأبی عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائی المتوفی ٣٠٣هـ، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

(٢٣)المسند للإمام أحمد بن حنبل المتوفی ٢٤١هـ، مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت

(۲۴)مُسند ابن جعد لعلی بن الجعد بن عبيد الجوهری البغدادی المتوفی ٢٣٠هـ، ،مطبوعة:مؤسسة نادر،بيروت

(٢٥)شعب الإيمان لأبی بكر أحمد بن حسين البيهقی المتوفی ٤٥٨هـ، مطبوعة: مطبوعة:مكتبة الرّشد للنشر و التّوزيع

(٢٦)سنن الترمذی للإمام أبی عيسی محمد بن عيسی بن سورة الترمذی (ت٢٧٩هـ)،مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولی١٤٢١هـ -٢٠٠٠م

(٢٧)صحيح مسلم للإمام مسلم بن الحجاج القشيری النيسابوری (ت٢٦١هـ)، مطبوعة:دارإحياء التراث العربی،بيروت

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ (البنین، البنات)

جمعیت اشاعت اہلسنت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کو علاقہ و محلہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں
جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

درس نظامی (البنین، البنات)

جمعیت اشاعت اہلسنت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی درس نظامی
کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

تخصص فی الفقہ الاسلامی

جمعیت اشاعت اہلسنت
کے تحت رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی تخصص فی الفقہ الاسلامی
کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیت اشاعت اہلسنت
کے تحت مسلمانوں کے روزمرہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز
سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیت اشاعت اہلسنت
کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ علماء اہلسنت کی
کتابیں مفت شائع کرکے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہشمند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

کتب لائبریری

جمعیت اشاعت اہلسنت
کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء کرام کے علاوہ نایاب
مخطوطات، عربی، اردو کتب مطالعہ کے لئے موجود ہیں۔

روحانی پروگرام

جمعیت اشاعت اہلسنت
کے تحت ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا۔ تشنگان روح اور
[illegible] ایمان کے لئے شرکت کریں۔

النور اکیڈمی

جمعیت اشاعت اہلسنت
کے تحت دینی و دنیاوی تعلیم کے حسین امتزاج سے اپنے بچوں اور بچیوں کو مزین کریں۔
صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔

درس شفاء شریف

جمعیت اشاعت اہلسنت
کے تحت عاشقان [illegible] کے لئے ہر [illegible] درس شفاء شریف ہوتا ہے جس
میں شرکت کے لئے صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔